دعاءِ خطبہ



از

اعلیٰحضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پیشکش : الرضا پبلیکیشن ۳۷، میمن واڑہ روڈ، ممبئی ۳

شائع کردہ رضا اکیڈمی ۵۲، ڈونگاڑ اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی ۹

Scanned with OKEN Scanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

رِعَایَۃُ المَذْھَبَین فی الدّعاءِ بین الخُطبتین

۱۳۱۰ھ

تصنیف

اعلیٰحضرت امام اھلِ سُنت مجدد دین وملت

مولانا شاہ احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ترجمہ عربی عبارات

حضرت علامہ مفتی محمد خاں قادری، لاہور

تخریج و تصحیح

مولانا نذیر احمد سعیدی، مولانا محمد رب نواز

بفیض حضور مفتی اعظم علامہ شاہ حضرت محمد مصطفےٰ رضا قادری نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رضا اکیڈمی

۵۲ رڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی ۹

فیکس: ۶۶۶۵۹۲۳۶ فون: ۶۶۳۴۲۱۵۶-۰۲۲

سلسلۂ اشاعت ۲۷۸

نام کتاب ——— رِعَایۃ المَذھَبَین فی الدّعاء بین الخُطبتین

مصنف ——— اعلیٰحضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۳۱۰ھ

ترجمہ عربی عبارات ——— حضرت علامہ مفتی محمد خاں قادری، لاہور

تخریج وتصحیح ——— مولانا نذیر احمد سعیدی ، مولانا محمد رب نواز

سن اشاعت ——— ۱۴۲۲ھ سنہ ۲۰۰۱ء

طباعت ——— رضا آفسیٹ بمبئی ۳

Scanned with OKEN Scanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

پیش لفظ

عروس البلاد ممبئی میں چند مخلصینِ اہل سنّت کی مشترکہ کوشش سے سنہ ۱۹۷۸ء میں رضا اکیڈمی کا قیام ہوا اور اس نے بفضلہٖ تعالیٰ مسلکِ اہلِ سنّت کے فروغ و استحکام میں نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ دردمند اور باشعور سنّی عوام و خواص کے مختلف حلقوں میں اس نے اسلام و سنّیت کی بیش بہا خدمات انجام دے کر کئی شہروں میں اپنی متحرک و فعال شاخیں بھی قائم کیں اور علماء اہل سنّت بالخصوص امام اہل سنّت مجدد دین و ملّت اعلیٰحضرت امام احمد رضا حنفی قادری برکاتی بریلوی قدس سرہٗ کی کتب و رسائل بڑی تعداد میں شائع کر کے ملک کے گوشے گوشے تک پہنچایا۔

علماء اہل سنّت اور اعلیٰحضرت محدث بریلوی کی ابتک دو سو چھیاسٹھ (۲۶۶) کتابیں رضا اکیڈمی ممبئی شائع کر چکی ہے مزید برآں اس سال دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف کے صد سالہ جشن اور اعلیٰحضرت محدث بریلوی کے ۱۵۰ سالہ یوم ولادت کے موقعہ پر دسیوں رسائل رضویہ فتاویٰ رضویہ مترجم شائع کردہ رضا فاؤنڈیشن لاہور سے عکس لے کر شائع ہو رہے ہیں۔

رضا اکیڈمی ممبئی اپنے مشن کو دور دراز خطوں اور ہر طبقے تک پہنچانے کیلئے شب و روز کوشاں ہے اور اس کا پیغام بھی یہی ہے کہ

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروروں درود

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلے اللہ علیہ وسلّم کے صدقہ و طفیل میں رضا اکیڈمی سے دین و سنّیت کی زیادہ سے زیادہ خدمات لے اور اس کی ہر خدمت کو قبول فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

اسیر مفتی اعظم محمد سعید نوری

رضا اکیڈمی ممبئی۔ ۲۸ محرم الحرام سنہ ۱۴۲۲ھ / ۲۳ اپریل سنہ ۲۰۰۱ء

رِعَایَۃُ المَذْھَبَین فی الدّعاءِ بین الخُطبتین

(دو خطبوں کے درمیان دُعا کرنے کا بیان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ از کٹھور اسٹیشن سائن ضلع سورت مرسلہ مولوی عبدالحق صاحب مدرس مدرسہ عربیہ

۱۵ جمادی الآخرہ ۱۳۱۰ھ

اس جائے پر بروز جمعہ بین الخطبتین کے جلسہ میں ہاتھ اٹھا کر دُعا آہستہ مانگی جاتی ہے اور بعضے لوگ اس کو مکروہِ شدید و حرام و بدعتِ سیئہ و شرک قرار دے کر اس فعل کو منع کرتے ہیں، لہٰذا التماس یہ ہے کہ اس کے جوابِ باصواب سے جو دافع جدال ہو تحریر فرما کر رفعِ خصومت بین المسلمین فرمائیں۔

الجواب

امام کے لئے تو اس دُعا کے جواز میں اصلاً کلام نہیں جس کے لئے نہیِ شارع نہ ہونا ہی سند کافی۔ ممنوع وہی ہے جسے خدا و رسول منع فرمائیں جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، بے اُن کی نہی کے ہرگز کوئی شے ممنوع نہیں ہوسکتی خصوصاً دُعا سی چیز جس کی طرف خود قرآنِ عظیم نے بکمال ترغیب و تاکید علی الاطلاق بے تحدید و تقیید بلایا اور احادیث شریفہ نے اسے عبادت و مغزِ عبادت فرمایا، پھر یہاں صحیح حدیث کا فحوی الخطاب اُس کی اجازت پر دلیل صواب کہ خود حضور پُرنور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عین خطبہ میں دست مبارک بلند فرما کر ایک جمعہ کو مینہ برسنے اور دوسرے کو مدینہ طیبہ پر سے کھل جانے کی دُعا مانگنا، صحیح بخاری و مسلم وغیرہما میں حدیثِ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حالانکہ وہ قطعِ خطبہ کو مستلزم، تو بین الخطبتین بدرجۂ اولیٰ جواز ثابت، لاجرم علمائے کرام نے شروحِ حدیث وغیرہ کتب میں صاف اُس کا جواز افادہ فرمایا، مولٰنا علی قاری مکی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ مرقاۃ شرح

مشکوٰۃ میں زیرِ حدیث یخطب ثم یجلس فلا یتکلم (امام خطبہ پڑھے پھر بلا گفتگو بیٹھ جائے ۔ ت) فرماتے ہیں :

لا یتکلم ای حال جلوسہ بغیر الذکر او الدعاء او القراءۃ سرا والاولی القراءۃ لروایۃ ابن حبان کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یقرأ فی جلوسہ کتاب اللہ[1] الخ

نہ گفتگو کرے یعنی بیٹھنے کی حالت میں آہستہ ذکر یا قراءۃ کے علاوہ بات نہ کرے، قراءت اولٰی ہے کیونکہ ابن حبان کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بیٹھنے کی حالت میں کتاب اللہ کی تلاوت فرماتے تھے الخ (ت)

حافظ الشان شہاب الدین احمد ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ تعالٰی فتح الباری شرح صحیح بخاری شریف میں اسی حدیث کی نسبت فرماتے ہیں :

واستفید من ھذا ان حال الجلوس بین الخطبتین لا کلام فیہ لکن لیس فیہ نفی ان یذکر اللہ او یدعوہ سرا[2]۔

اس کا مفاد یہ ہے کہ دونوں خطبوں کے درمیان بلا کلام بیٹھنا ہے لیکن اس سے اس بات کی نفی نہیں کہ آہستہ آہستہ اللہ کا ذکر اور دعا بھی کی جائے (ت)

علامہ زرقانی مالکی رحمہ اللہ تعالٰی شرح مواہب لدنیہ و منح محمدیہ میں فرماتے ہیں .

ثم یجلس فلا یتکلم (جھرا فلا ینافی روایۃ ابن حبان انہ کان یقرأ فیہ ای الجلوس وقال الحافظ مفادہ[3]) الی اخر ما مر۔

پھر خطیب گفتگو کئے بغیر بیٹھ جائے (یعنی بلند آواز سے گفتگو نہ کرے یہ بات روایتِ ابن حبان کے منافی نہیں کہ رسول پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس (جلوس) میں قراءت فرماتے تھے اور حافظ نے کہا اس کا مفاد وہ جو پہلے بیان ہوچکا ہے ۔ (ت)

بلکہ صحیح حدیث حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم و متعدد اقوال صحابہ و تابعین کی رُو سے یہ جلسہ اُن اوقات میں ہے جن میں ساعتِ اجابت جمعہ کی امید ہے، صحیح مسلم شریف میں بروایت حضرت ابی موسٰی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دربارۂ ساعتِ جمعہ فرمایا :

---

[1] مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب الخطبۃ والصلوٰۃ الخ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۳/ ۲۷۰

[2] فتح الباری شرح البخاری باب القعدۃ بین الخطبتین یوم الجمعۃ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۳/ ۵۷

[3] شرح الزرقانی علی المواہب الباب الثانی فی ذکر صلوتہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الجمعۃ مطبوعہ دار المعرفت بیروت ۷/ ۳۸۵

ھی مابین ان یجلس الامام الی ان تقضی الصلوٰۃ[1]

امام کے جلوس سے نماز ختم ہونے تک ساعت جمعہ ہے۔ (ت)

دوسری حدیث میں آیا حضور پرنور صلوات اللہ وسلامہ علیہ نے فرمایا: شروع خطبہ سے ختم خطبہ تک ہے رواہ ابن عبدالبر عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما (اسے ابن عبدالبر نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا ہے۔ ت) انہی ابن عمر و ابوموسٰی رضی اللہ تعالٰی عنہم سے مروی کہ خروج امام سے ختم نماز تک ہے۔ یونہی امام عامر شعبی تابعی سے منقول رواہ ابن جریر الطبری (اسے ابن جریر طبری نے روایت کیا ہے۔ ت) انہی شعبی سے دوسری روایت میں خروج امام سے ختم خطبہ تک اُس کا وقت بتایا رواہ المروزی (اسے امام مروزی نے روایت کیا۔ ت) اسی طرح امام حسن بصری سے مروی ہوا رواہ ابن المنذر (اسے ابن المنذر نے روایت کیا۔ ت) ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے اذان سے نماز تک رکھا رواہ حمید بن زنجویہ (اسے حمید بن زنجویہ نے روایت کیا۔ ت) بہرحال یہ وقت بھی اُن میں داخل، تو یہاں دُعا ایک خاص ترغیب شرع کی مورد خصوصاً حدیث دوم پر جبکہ کسی مطلب خاص کے لئے دُعا کرنی ہو جسے خطبہ سے مناسبت نہ ہو تو اُس کے لئے یہی جلسہ بین الخطبتین کا وقت متعین بلکہ علامہ طیبی شارح مشکوٰۃ نے بالتعیین اسی وقت کو ساعتِ اجابت بتایا اور اُسے بعض شراح مصابیح سے نقل فرمایا بلکہ خود ارشاد اقدس مابین ان یجلس الامام (امام کے بیٹھنے سے لے کر۔ ت) سے یہی جلسہ مراد رکھا، اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں ہے:

می گفت آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم درشان ساعۃ الجمعۃ کہ آں ساعت میاں نشستن امام ست بر منبر تا گزاردن نماز طیبی از جلوس نشستن میاں دو خطبہ مراد داشتہ[2] الخ

حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے جمعہ کی ساعت کے بارے میں فرمایا کہ وہ گھڑی امام کے منبر پر بیٹھنے سے لے کر نماز ادا کرنے تک ہوتی ہے۔ علامہ طیبی نے جلوس سے مراد دو خطبوں کے درمیان بیٹھنا لیا ہے الخ (ت)

اس قول پر تو بالخصوص اسی وقت کی دعا شرعاً اجل المندوبات واجب مرغوبات سے ہے پھر اس قدر میں اصلاً شک نہیں کہ جب بغرض تقویت رجا بجمع احادیث و اقوال علما چاہیئے جو امثال باب مثل لیلۃ القدر

---

[1] صحیح مسلم شریف کتاب الجمعۃ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱/۲۸۱

[2] اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ " مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۲/۵۷۱

وغیرہا میں ہمیشہ مسلکِ محققین رہا ہے تو بقیہ اوقات کے ساتھ اس وقت بھی دعا ضرور درکار ہوگی اور اُس کے نیک و مستحسن ماننے سے چارہ نہ ہوگا، لاجرم صاحب عین العلم نے کہا جو اکابر علمائے حنفیہ سے ہیں صاف تصریح فرمائی کہ اس جلسہ میں مستحب ہے، اسی طرح امام ابن المنیر نے افادۂ استحسان جمع فرمایا، طرہ یہ کہ یہ قول امام ممدوح حضرات منکرین کے امام شوکانی نے نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار میں نقل کیا اور مقرر و مسلّم رکھا،

حیث قال فی عد الاقوال الثلاثون عند الجلوس بین الخطبتین حکاہ الطیبی[1] الخ ثم قال قال ابن المنیر یحسن جمع الاقوال فتکون ساعۃ الاجابۃ واحدۃ منھا لا بعینہا فیصادفھا من اجتھد فی الدعاء فی جمیعھا[2] اھ

یہاں انھوں نے تیسواں قول شمار کرتے ہوئے کہا کہ دو خطبوں کے درمیان بیٹھنے کے وقت، اسے طیبی نے نقل کیا ہے الخ پھر کہا کہ ابن منیر نے کہا تمام اقوال احسن ہیں ساعتِ قبولیت تو ایک ہی ہے اسے وہی پائے گا جو تمام وقت دعا میں رہے گا۔ (ت)

یہ حکم امام کا ہے، رہے مقتدی، ان کے بارے میں ہمارے ائمہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم مختلف، امام ثانی عالم ربانی قاضی الشرق والغرب حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے نزدیک انھیں صرف بحالتِ خطبہ سکوت واجب، قبل شروع و بعد ختم و بین الخطبتین دعا وغیرہ کلامِ دینی کی اجازت دیتے ہیں۔ اور امام الائمہ مالک الازمہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ خروجِ امام سے ختمِ نماز تک عند التحقیق دینی و دنیوی ہر طرح کے کلام یہاں تک کہ امر بالمعروف و جوابِ سلام بلکہ مخل استماع ہر قسم کے کام سے منع فرماتے ہیں اگرچہ کلام آہستہ ہو اگرچہ خطیب سے دور بیٹھا ہو کہ خطبہ سُننے میں نہ آتا ہو۔ امام ثالث محرر المذہب محمد بن الحسن رحمۃ اللہ تعالٰی بین الخطبتین میں امام اعظم اور قبل و بعد میں امام ابو یوسف کے ساتھ ہیں، درمختار میں ہے:

اذا خرج الامام من الحجرۃ والا فقیامہ للصعود شرح المجمع فلا صلوٰۃ ولا کلام الی تمامھا ولو تسبیحا او رد سلام او امرا بمعروف بلا فرق بین قریب و بعید وقالا لا باس بالکلام قبل الخطبۃ و بعدھا واذا جلس عند الثانی والخلاف فی کلام

جب امام حجرہ سے نکلے ورنہ وہ جب منبر پر چڑھنے کے لئے کھڑا ہو، شرح المجمع، تو اس وقت سے اختتام تک نہ نماز ہے نہ کلام اگرچہ وہ ایک تسبیح یا سلام کا جواب یا امر بالمعروف ہو، قریب اور بعید بیٹھنے والے میں کوئی فرق نہیں، صاحبین کے نزدیک خطبہ سے پہلے اور بعد اور امام ابو یوسف کے ہاں جب خطیب درمیان میں بیٹھے

---

[1] نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار باب فضل الجمعۃ وذکر ساعۃ الاجابۃ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۳/ ۲۷۵

[2] " " " " " " " " " " ۳/ ۲۷۷

یتعلق بالاٰخرۃ اما غیرہ فیکرہ اجماعا اھ ملتقطا۔

گفتگو میں کوئی حرج نہیں، لیکن یہ اختلاف اس گفتگو کے بارے میں ہے جو آخرت سے متعلق ہو اس کے علاوہ گفتگو بالاتفاق مکروہ ہے۔ (ت)

تحقیق یہی ہے اگرچہ یہاں اختلاف لنقول، حد اضطراب پر ہے کہ سب کو مع ترجیح و تنقیح ذکر کیجئے تو کلام طویل ہو، اس تحقیق کی بنا پر حاصل اس قدر کہ مقتدی دل میں دعا مانگیں کہ زبان کو حرکت نہ ہو تو بلاشبہہ جائز کہ جب عین حالتِ خطبہ میں، وقت ذکر شریف حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دل سے حضور پر درود بھیجنا مطلوب، تو بین الخطبتین کہ امام ساکت ہے دل سے دعا بدرجۂ اولٰی روا۔ ردالمحتار میں ہے:

اذا ذکر النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لا یجوز ان یصلوا علیہ بالجھر بل بالقلب وعلیہ الفتوی رملی[2]

جب سرورِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا مبارک ذکر آئے تو بالجہر کی بجائے دل میں درود شریف پڑھ لیا جائے اسی پر فتوٰی ہے۔ رملی (ت)

اور زبان سے مانگنا امام کے نزدیک مکروہ، اور امام ابی یوسف کے نزدیک جائز، اور مختار قول امام ہے، تو بیشک مذہب منقح حنفی میں مقتدیوں کو اس سے احتراز کا حکم ہے نہ کہ اُس بنائے فاسد پر جو مبنائے جہالاتِ وہابیہ ہے کہ عدمِ ورودِ خصوص ورودِ عدم خصوص ہے، وہ بھی خاص حیّ جواز میں، منع کے لئے ممانعت خاصہ خدا و رسول کی کچھ حاجت نہیں کہ یہ تو محض جہل و سفہ و تحکم ہے بلکہ اس لئے کہ اذا خرج الامام فلا صلوٰۃ ولا کلام (جب امام نکل آئے تو نہ کوئی نماز ہے نہ کلام۔ ت) پس غایت یہ کہ جو لوگ اس مسئلہ سے ناواقف ہوں انھیں بتا دیا جائے، نہ کہ معاذ اللہ بدعتی گمراہ حتی کہ بلاوجہ مسلمانوں کو مشرک ٹھہرایا جائے کیا ظلم ہے جب ان اشقیا کے نزدیک اللہ عزوجل کو پکارنا بھی شرک ہوا تو مگر شیخ نجدی یعنی ابلیس لعین کا پکارنا توحید ہوگا حاش للہ (اللہ ہی کے لئے پاکیزگی ہے۔ ت) یہ اُن بدعقلوں کی بدزبانیاں ہیں جن کا مزہ آخرت میں کھُلے گا، جب لا الٰہ الا اللہ مسلمانوں کی طرف سے اُن بیباکان پُرسرف سے جھگڑنے آئے گا،

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون[3]

اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ (ت)

---

[1] درمختار — باب الجمعۃ — مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی — ۱/۱۱۳

[2] ردالمحتار — " — " مصطفی البابی مصر — ۱/۶۰۶

[3] القرآن ۲۶/۲۲۷

قول ارجح ممانعت سہی پھر بھی ان دعا کرنے والوں کے لئے خود ہمارے مذہب وکتب مذہب میں متعدد راہیں تجویز واجازت کی ہیں:

اوّلاً یہی قول امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ جو اس ترخیص کے ساتھ اُس جہالتِ نجدیہ کا بھی علاج کافی ہے کہ وہ اس وقت تسلیح بالتصریح جائز بتاتے ہیں حالانکہ بہ لحاظ خصوص وقت ورود اُس کا بھی نہیں۔

ثانیاً بعض کے نزدیک مقتدیوں کو صرف جہر ممنوع ہے آہستہ میں حرج نہیں، اور اس کی تائید اُس قول سے بھی مستفاد کہ عین حالتِ خطبہ میں ذکر اقدس سُن کر آہستہ درود پڑھنے کا حکم دیا گیا اگرچہ تحقیق وہی ہے کہ دل سے پڑھے،

کما قدمنا عن الرملی وھو معنی ما فی الدر المختار عن قولہ والصواب انہ یصلی علی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عند سماع اسمہ فی نفسہ اھ[1] وان مال القھستانی الی التاویل بالاخفاء خلافا لما فی الجوھرۃ وغیرھا من الکتب المعتبرۃ قال الشامی ای بان یسمع نفسہ او یصحح الحروف فانھم فسروہ بہ وعن ابی یوسف قلبا کما فی الکرمانی قھستانی واقتصر فی الجوھرۃ علی الاخیر حیث قال ولم ینطق بہ لانہ تدرک فی غیر ھذا الحال والسماع یفوت اھ[2] مختصرا واما قول القھستانی انھم فسروہ بہ فانما اراد بہ دفع الاستبعاد عما اختارہ من التاویل فان ظاھر اللفظ ھو ارادۃ القلب ومع ذلک ربما اطلقوہ وفسروہ بہ ای بالاسرار

جیسا کہ رملی کے حوالے سے ذکر کر آئے ہیں، درمختار کے ان الفاظ سے بھی وہی مراد ہے کہ صواب یہ ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا اسم گرامی سُن کر دل میں درود شریف پڑھا جائے اھ اگرچہ قہستانی کا میلان اخفاء کی طرف ہے مگر جوہرہ اور دیگر کتب معتبرہ اس کے خلاف ہیں، شامی کہتے ہیں کہ اس کا اپنا نفس سُن لے یا حروف کی تصحیح ہو کیونکہ علماء نے اس کی تفسیر یوں ہی کی ہے، امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ دل میں پڑھے جیسا کہ کرمانی میں ہے، قہستانی نے جوہرہ میں آخری پر ہی اکتفا کیا ہے ان کے الفاظ میں اس کے ساتھ نطق نہ کرے کیونکہ اس حال کے علاوہ میں اسے پایا جاسکتا ہے مگر اس کے ساتھ سماع فوت ہوجائیگا اھ اختصاراً۔ رہا قہستانی کا قول کہ فقہاء نے اس کی تفسیر یہی کی ہے، اس سے ان کی مراد اس بُعد کو دُور کرنا ہے جو ان کی اختیار کردہ تاویل

---

[1] درمختار باب الجمعہ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۱۳
[2] ردالمحتار " " مصطفی البابی مصر ۱/۶۰۶

علی القولین فی تحدید ہ۔ میں تھا کیونکہ "فی نفسہ" ظاہراً الفاظ تو ارادہ قلب پر دال ہیں حالانکہ اس کے باوجود اس کا اطلاق کرکے اس کی تفسیر مخفی ہونے کے ساتھ کرتے ہیں، ان دونوں اقوال پر جو اس کی تعریف کے بارے میں ہیں۔ (ت)

ثالثاً امام نصیر بن یحیٰی و امام محمد بن الفضل وغیرہما عین حالتِ خطبہ میں بعید کو کہ خطبہ کی آواز اُس تک نہ پہنچے انصات واجب نہیں جانتے، اور امام محمد بن سلمہ بھی صرف اولٰی کہتے ہیں اگرچہ مفتی بہ اُس پر بھی وجوب، تو اس جلسہ میں کہ آواز ہی نہیں بدرجۂ اولٰی واجب نہ کہیں گے۔ حدیقہ ندیہ میں ہے:

قال فی النہایۃ اذا کان بحیث لا یسمعہا لا روایۃ فیہ عن اصحابنا فی المبسوط و قد اختلف المشائخ المتاخرون فیہ فعن محمد بن سلمۃ الانصات اولی وعن نصیر بن یحیٰی انہ کان بعیدا وکان یحرک شفتیہ بالقرآن وفی العنایۃ ان الانصات مختار الکرخی و صاحب الہدایۃ وقال بعضہم قراءۃ القرآن اولی وھو اختیار الفضلاء[1]

نہایہ میں ہے اس وقت جب ایسے مقام پر ہو کہ وہ خطبہ نہیں سُن رہا، مبسوط میں ہمارے اصحاب (احناف) سے کوئی ایک روایت نہ ہے، متاخرین مشائخ کا اس میں اختلاف ہے، محمد بن سلمہ کے نزدیک خاموشی اولٰی ہے۔ نصر بن یحیٰی کے بارے میں ہے کہ جب وہ خطیب سے دُور ہوتے تو ان کے ہونٹ تلاوتِ قرآن سے حرکت کر رہے ہوتے تھے۔ عنایہ میں ہے خاموشی، کرخی اور صاحب ہدایہ کا مختار ہے۔ بعض نے فرمایا: تلاوتِ قرآن اولٰی ہے۔ فضلاء کے ہاں یہی مختار ہے۔ (ت)

ردالمحتار میں فیض سے ہے، الاحوط السکوت و بہ یفتی[2] (سکوت ہی احوط ہے اور اسی پر فتوٰی دیا جائے گا۔ ت)

رابعاً بعض علماء کا گمان ہے کہ ہمارے امام کے نزدیک بھی صرف کلامِ دنیوی ممنوع ہے دعاء و ذکر مطلقاً جائز حتی کہ عین حالتِ خطبہ میں بھی، اگرچہ صواب اُس کے خلاف ہے کما تقدم عن الدر (جیسا کہ در کے حوالے سے گزرا۔ ت) عبدالغنی نابلسی حدیقہ میں فرماتے ہیں:

اما تامین المؤذنین علی دعاء الخطیب الترضی عن الصحابۃ والدعاء للسلطان بالنصر

خطیب کی دعاء پر مؤذنین کا آمین کہنا، صحابہ کے نام سن کر رضی اللہ عنہ کہنا، بادشاہ کے لئے دُعا

---

[1] الحدیقۃ الندیۃ نوع ۳۲۔ الکلام فی حال الخطبۃ — مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد — ۲/۳۰۷
[2] ردالمحتار — باب الجمعۃ — مصطفی البابی مصر — ۱/۶۰۶

Scanned with OKEN Scanner

فلیس ھذا من الکلام العرفی بل ھو من قبیل التسبیح و نحوہ فلا یکرہ فی الاصح[1] الخ و بنا علی ھا مشھا ان ھذا من اشتباہ عرض لہ رحمہ اللہ تعالی من تصحیح النھایۃ و العنایۃ لتجویزا الکلام الاخروی وانما کلامھما فیما قبل شروع الخطبۃ و بعدھا لا حالھا ثم ھو ایضا لا یخلو عن نظر کما یظھر بمراجعۃ ما علقنا علی ھامش رد المحتار والاصح الاحوط اطلاق المنع کما افادہ الزیلعی لذا لم یمش علیہ فی عامۃ الکتب المعتمدۃ کالبحر و النھر والدر ورد المحتار[2]

یہ کلام عرفی نہیں بلکہ از قبیل تسبیحات وغیرہ ہے لہذا اصح قول کے مطابق یہ مکروہ نہیں الخ، ہم نے اس کے حاشیہ میں تحریر کیا کہ علامہ رحمہ اللہ تعالی کو یہ اشتباہ نہایہ اور عنایہ کی تصحیح سے عارض ہوا کیونکہ انہوں نے کلام اُخروی پر محمول کیا ہے حالانکہ ان کا کلام خطبہ سے پہلے یا بعد پر محمول ہے نہ کہ درمیان میں، پھر وہ بھی محلِ نظر ہے جیسا کہ حاشیہ رد المحتار کی طرف مراجعت سے ظاہر ہوگا اصح اور احوط مطلقاً منع ہے جیسا کہ زیلعی نے فرمایا ہے یہی وجہ ہے کہ عامہ کتب معتمدہ میں اس مسلک کو اختیار نہیں کیا گیا مثلاً بحر، نہر، در اور رد المحتار (ت)

اور مذاہب دیگر پر نظر کیجئے تو حد درجہ کی توسیعیں ہیں حتی کہ محیط میں تو یہاں تک منقول کہ،

من العلماء من قال السکوت علی القوم کان لازما فی زمن رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اما الیوم فغیر لازم اھ[3] ونقلہ عنہ القھستانی۔

بعض علماء نے کہا کہ لوگوں پر سکوت رسالتمآب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں لازم تھا اب لازم نہیں رہا اھ اسے قہستانی نے نقل کیا ہے۔ (ت)

علمائے محققین تو ایسے مسائل اجتہادیہ میں انکار بھی ضروری و واجب نہیں جانتے نہ کہ عیاذاً باللہ نوبت تا بہ تضلیل و اکفار۔ سیدی عارف باللہ محقق نابلسی کتاب مذکور میں فرماتے ہیں،

ان المسئلۃ الواقعۃ کما ھی الآن فی جوامع بلادنا وغیرہ یوم الجمعۃ من المؤذنین متی امکن تخریجھا علی قول من الاقوال

مسئلہ درپیش جیسا کہ اب ہمارے شہر کی جامع مساجد میں موذنین جمعہ کے دن (امام کی دعا پر آمین) کہتے ہیں اس کی تخریج و ثبوت ہمارے

---

[1] حدیقۃ الندیۃ نوع ۳۳ الکلام فی حال الخطبۃ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/ ۳۰۹

[2] جامع الرموز بحوالہ المحیط فصل فی صلوۃ الجمعۃ مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۱/ ۲۶۷

فی مذھبنا او مذھب غیرنا فلیست بمنکر یجب انکارہ والنھی عنہ وانما المنکر ما وقع الاجماع علی حرمتہ والنھی عنہ۔[1]

مذہب یا دوسرے مسلک میں ممکن ہے تو یہ ایسا ناجائز نہیں کہ اس کا انکار اور اس سے منع لازم ہو، منکر تو وہ ہوتا ہے جس کی حرمت اور ممانعت پر اجماع ہو۔ (ت)

بالجملہ مقتدیوں کا یہ فعل تو علی الاختلاف ممنوع مگر مسلمانوں کو بلاوجہ مشرک بدعتی کہنا بالاجماع حرام قطعی تو یہ حضرات مانعین خود اپنی خبر لیں اور امام کے لئے تو اُس کے جواز میں اصلاً کلام نہیں، ہاں خوف مفسدۂ اعتقادِ عوام ہو تو التزام نہ کرے، فقیر غفراللہ تعالٰی اس جلسہ میں اکثر سکوت کرتا اور کبھی اخلاص کبھی درود پڑھتا ہے اور رفع یدین کبھی نہیں کرتا کہ مقتدی دیکھ کر خود بھی مشغول بدعا نہ ہوں، مگر معاذاللہ ایسا ناپاک تشدد شرع کبھی روا نہیں فرماتی، مولٰی تعالٰی ہدایت بخشے آمین واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

---

[1] الحدیقۃ الندیۃ نوع ۳۲ الکلام فی حال الخطبۃ مطبوعہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/۳۰۹

فروغِ اہلسنّت کیلئے امامِ اہلسنّت کا دس نکاتی پروگرام

① عظیم الشان مدارس کھولے جائیں۔ باقاعدہ تعلیمیں ہوں

② طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نہ خواہی گرویدہ ہوں

③ مدرّسوں کی بیش قرار تنخواہیں اُن کی کارروائیوں پر دی جائیں

④ طبائع طلبہ کی جانچ ہو جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دیکر اس میں لگایا جائے۔

⑤ اُن میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دیکر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریراً و تقریراً و وعظاً و مناظرۃً اشاعتِ دین و مذہب کریں

⑥ حمایتِ مذہب و ردِّ بدمذہباں میں مفید کتب و رسائل مصنّفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں

⑦ تصنیف شدہ اور نو تصنیف رسائل عمدہ اور خوشخط چھاپ کر ملک میں مُفت تقسیم کئے جائیں۔

⑧ شہروں شہروں آپ کے سفیر نگراں رہیں جہاں جس قسم کے واعظ یا مناظر یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں، آپ سرکوبیٔ اعدا کے لئے اپنی فوجیں، میگزین اور رسالے بھیجتے رہیں۔

⑨ جو ہم میں قابلِ کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں وظائف مقرر کر کے فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں انھیں مہارت ہو لگائے جائیں۔

⑩ آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایتِ مذہب میں مضامین تمام ملک میں بقیمت و بلا قیمت روزانہ یا کم سے کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔

حدیث کا ارشاد ہے کہ "آخر زمانہ میں دین کا کام بھی درم و دینار سے چلے گا" اور کیوں نہ صادق ہو کہ صادق و مصدوق صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا کلام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، صفحہ ۱۳۳)

OMARSONS

Jewellers

Retailers, Wholesalers, Manufacturers, Exporters & Importers of All Kind of

GOLD & DIAMONDS JEWELLERY, PEARLS, GEMS & PRECIOUS STONES

54, HEERA PANNA SHOPPING CENTRE, HAJI ALI, MUMBAI-400 026

Tel. : 2352 6243 / 3290 5357 • Fax : 2352 6243

E-mail : omarsons@hotmail.com Website: www.omarsons.blogspot.com

RAZA OFFSET Mumbai-3 • Tel. : 23456313

Scanned with OKEN Scanner